بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸۰ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

مورخہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام - مطابق ۱۸ جون سنہ ۱۹۰۸ء

سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا | ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

جلد ۷ — قیمت ۳ر — قادیان میں ۱۲/ — معاونین ہمہ — فی پرچہ ۲ر

نمبر ۲۴ — گورنمنٹ عہ — نبت اور بیماریوں وغیرہ — افریقہ ہمہ

دوسری قدرت

نمبر ۲۰۰۱۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تحریک (خلیفہ مسیح موعود) حضرت مولوی نورالدین صاحب کے حکم سے کی جاتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک جگہ جماعت کو الوصیۃ کے ذیل کے فقرات کی طرف توجہ دلائی جاوے۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے۔ کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔"

اس عبارت کے آخری الفاظ جن کو جلی قلم سے لکھا ہے۔ جماعت کے خاص توجہ کے قابل ہیں۔ ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو ضروری قرار دیا ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ دوسری قدرت کے نزول کے لئے ہر ایک جگہ میں احباب اکٹھے ہو کر دعائیں کریں۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت مولوی صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جہاں ہمارے دوست ہیں۔ وہ ہر روز یا جس طرح ممکن ہو۔ ایک دفعہ اکٹھے مل کر نماز میں یا نماز سے باہر اس موعود قدرت ثانی کے نزول کے لئے دعائیں کریں بلکہ ایسے مقامات میں بھی جہاں کوئی دوست تنہا ہوں۔ انہیں یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کسی دوسرے دوست کے ساتھ جو قریب ہو۔ مل کر دعائیں کریں۔ اکٹھے ہو کر دعا کرنا منشائے الٰہی کے ماتحت خصوصیت سے حضرت اقدس نے لازمی قرار دیا ہے۔ اور اس حکم کی تعمیل سب احباب پر فرض ہے۔

محمد علی از قادیان

ہمارے ہم عصر

مفصلہ ذیل عنوان کی ماتحت ہم ان رائون کو لکھین گے جو سیدی و مولائی حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کی رحلت فرمائی پر ہمارے ہمعصرون نے ظاہر فرمائی ہین۔ تاکہ لوگ دیکھین۔ کہ باوجود اس قدر سخت مخالفت و عناد کے تمام اہل الرائے نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ آپکا مبارک وجود ایک خاص وجود تہا اور ایسی ایسی خوبیان تہین جو بعض لوگون مین نہین پائی جاتین اور آپ کی زندگی نہائت مقدس و مطہر تہی پھر سب نے یہی مانا ہے۔ کہ آپکے دل مین اسلام کا ایک خاص درد تہا اور آپ کی عمر اسی اسلام کی اشاعت مین صرف ہوئی اور آپ کی کوششین اسلام کے دشمنون کے خلاف بار آور ہوئین اور آپنے ایسے ایسے محکم اصولون سے اپنے خصم پر حملہ کیا کہ وہ بالکل خاموش رہگئے اور آپ کامیابی کے ساتھ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ اخبار وکیل لکھتا ہے:۔

وکیل امرتسر

وہ شخص۔ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جسکی نظر فتنہ اور جسکی آواز حشر تہی جسکی انگلیون سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تہے اور جسکی دو مٹھیان بجلی کی دو بیٹریان تھین۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہوکے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت۔ جس نے مرنیوالے کی ہستی تہ خاک پنہان کی۔ ہزارون لاکھون زبانون پر تلخکامیان بنکے رہیگی اور قضاء کے حملہ نے ایک جیتی جاگتی جان کے ساتھ جن آرزوون اور تمناؤن کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتون اس کی یادگار تازہ رکھیگی۔

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹنے کو وقت کے رحم پر چھوڑ دیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا مین انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا مین نہین آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہین اور جب آتے ہین دنیا کے کسی حصہ مین انقلاب کرکے دکھا جاتے ہین۔ میرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانون کو ہان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانون کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اون سے جدا ہوگیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تہی خاتمہ ہوگیا۔ اونکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمین مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنون کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بہی جاری رہے۔ اور اگر شور بختی مزاحم صلح و احسان نہو توبجھتی کے ساتھ مشترک فرض کی واجبی شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولون کیساتھ میرزا صاحب اوس پہلی صف عشاق مین نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا۔ کہ ساعت عہد سے لیکر بہار و خزان کے ساری نظارے ایک مقصد پر۔ ہان ایک شاہد رعنا کے پیمان وفا پر قربان کر دیئے۔ سید احمد۔ غلام احمد۔ رحمت اللہ۔ آل حسن وزیر خان اور ابو المنصور یہ السابقون الاولون کے زمرہ کے لوگ تہے جنہون نے باب مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروف سعی رہے اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کے ساتھ ان کے طرز خدمات ہی جداگانہ تھے۔ اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے انکے درجے بہی الگ الگ ہین تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفین سب سے پہلے انہی حضرات نے برہم کین۔

میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیون اور آریون کے مقابلہ پر اُن سے ظہور مین آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت مین وہ کسی تعارف کے محتاج نہین۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمین دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اسلئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہین ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشون مین گہر چکا تہا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کیطرف سے عالم اسباب و وسائط مین حفاظت کا واسطہ ہوکر اوسکی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصورون کی پاداش مین پڑے سسک رہے تہے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملون کے امتداد کی یہ حالت تہی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تہی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتین اس حملہ آور کی پشت گرمی کے لئے ٹوٹ پڑتی تھین۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تہا کہ توپون کے مقابلہ پر تیر ہی تہے اور حملہ اور مدافعت دونون کا قطعی وجود ہی نہ تہا چونکہ شامت اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نفس ناطقہ مسلمان قرار دئے گئے تہے اسلئے مسیحی آبادیون اور خاص کر انگلستان مین مسلمانون۔ کے خلاف پولٹیکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا اور اس سے پادریون نے صلیبی لڑائیون کے داعیان راہ فساد سے کم فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تہا کہ خوفناک مذہبی جذبے ان حضرات کے بیرانی عارضہ قلب کا جو اسلام کی خود رو سرسبزی کے سبب بارہ تیرہ صدیون سے ان مین نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا چلا آتا تہا درمان ہو جائے کہ مسلمانون کیطرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اوس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ مین ہونیکی وجہ سے حقیقت مین اوسکی جان تہا اور ہزارون لاکھون مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچگئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دہوان ہوکر اُڑنے لگا۔

کچھ شبہ نہین ان حضرات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنے حریفون کا خواہ ان کے ساتھ زندہ قومون کا پولیٹیکل جذبہ بہی شریک ہو ہمیشہ سے فتح نصیب مقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کے آخری سانس تک رہیگا۔ اونہون نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا اور اگر آج ہم اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کرکے محض اسلام کی خدمت غایۃ المقصود قرار دے لین تو یقیناً اوس جوبلی اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنیوالے لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی مین جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سال کی جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کیلئے دلی کی مسجد عظمٰی کے تھیوڈرل بنائے

خدا کا مامور اپنے ساتھ بہت سے برکات اور فتنہ بلفظ شتابانہ نور ز کی راہ سے نکلی ہوئی دعائین لیکر گیا ہے۔ (بدر)

موت زہر کا پیالہ مجرمون کیلئے ہے خدا کے برگزیدہ بندون کیلئے جام وصال ہے اور وہ اسی دار المحن سے دار النعیم مین انتقال کرتے ہین۔ (بدر)

جانیکا ادعائے ناروا ظاہر کیا تھا۔ وہ وقت آجائے۔ کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجہ کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادتگاہ بنا دین اور ناقوس کلیسا کے بدلے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کا نعرہ قدسی فضا مین گونجنے لگے۔

ہر چند پادریون نے اسلام کی مخالفت مین لٹریچر کا ہمالہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے مگر کاغذ کے تو دون کیلیئے صرف چند شرارے کافی ہین۔ برعکس اس کے مسلمانون کا لٹریچر اگرچہ کثیر اور تمرد کے حق مین توپ گولہ ہے تو طلب حق کے اضطراب سے تڑپنے والے دلون کے لئے صندل و کافور کاش اس کی تاثیر کی آزمائش کی جائے اور اسے عیسائی آبادی کی زبانون مین منتقل کر کے کثرت سے شائع کیا جائے کیونکہ ترقی علم و حکمت کے ساتھ مذہب دہان وبال دوش ہوا جاتا ہے اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہان روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے اسلیئے کہ عیسائیت اس فطری جذبہ کو جو دنیوی حشمت کے بوجھ مین دب گیا ہے ابھارنے سے بالکل قاصر ہے۔ یہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس حالت مین بھی وہان جب کبھی اوس کی تجلی عکس فگن ہوتی ہے وجدان بیتاب ہونے لگتے ہین۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلون کو گرانبار بار احسان رکھے گی کہ اونہون نے قلمی جہاد کرنیوالون کی پہلی صف مین شامل ہو کر اسلام کیطرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانونکی رگون مین زندہ خون رہے اور حمائیت اسلام کا جذبہ اون کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیان توڑنے مین مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب اس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دہانی مغلظ کی نوحہ خوانی جابجا آغاز کی تھی اون کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ رکھا جب وہ اجمیر مین آگ کے حوالہ کر دئے گئے۔ اس وقت سے آخر عمر تک مرزا صاحب برابر آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارتے رہے۔ اونکی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریرون سے اس دعوی پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے۔ ناممکن ہے

کہ یہ تحریرین نظر انداز کی جا سکین۔

فطری ذہانت۔ مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب مین ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر اونکی نظر نہائت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہائت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان مین پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مخاطب کسی قابلیت کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر مین پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہان موجود ہین اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہین۔ اسکی نظیر غالباً دنیا مین کسی جگہ نہین ملسکتی مرزا صاحب کا دعوی تھا۔ کہ مین ان سب کے لئے حکم و عدل ہون لیکن اس مین کلام نہین کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایان کر دینے کی اُن مین بہت مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی۔ اون کی فطری استعداد کا ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہین ہے۔ کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا مین اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلی خواہشین محض اسطرح مذاہب کے مطالعہ مین صرف کر دے

؎ ہم کہتے ہین روح القدس کی تائید اور موہبت و فیضان الٰہی سے۔ ؎ مین کہتا ہون کہ یہ ثبوت تھا اونکی نبوت کا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کی

یادگار

اس عنوان کو پڑھکر شاید ہمارے بعض بھائیون کو حیرت ہو۔ کیونکہ ایک عظیم الشان انسان جس کے ذریعہ خدا تعالی نے اپنے نام کو دنیا مین چمکایا۔ اور جس کے معجزات اور خارق عادت نشانون سے مذہب کو جو محض قصہ کہانی ہو گیا تھا۔ از سر نو زندہ کیا۔ اور جو اس زمانہ مین ایمان کو واپس لایا جبکہ ایمان ثریا پر ... تمام مخالفین پر اتمام حجت کر کے اسلام کی ... کو دنیا مین آفتاب کیطرح روشن کیا۔ اس کی یادگار ہم فانی انسان کیا قائم کر سکتے ہین۔ خود خدا تعالے نے اس کے نام کو صفحہ دنیا پر اس طرح نقش کیا ہے۔ کہ وہ کبھی مٹ نہین سکتا اسلام کی جو خدمتین اوس سے ہوئی ہین اور ابطال باطل مین جو اُس نے کوششین کی ہین۔ وہ قیامت تک اس کی یادگار ہین پھر یہ سلسلہ جس کے لئے قیامت تک یہ وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یہ خود اپنے بانی علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک عظیم الشان یادگار ہے پھر اس سلسلہ کی تمام شاخین جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قائم کی گئی ہین۔ وہ بھی اسی کی یادگار ہین۔ لیکن ایک بڑی بھاری ضرورت ابھی باقی ہے۔ جسکی طرف خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی توجہ بھی آخری ایام مین بہت تھی۔ اور پھر اس وقت اللہ تعالی نے اس مسیح کے خلیفہ کے دل مین بھی یہ بات ڈالی ہے۔ اسلئے ہم اب حضرت مولوی صاحب کے ارشاد سے بذریعہ عریضہ ہذا اپنے سب بھائیون اور سب کی انجمنونکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔

جس ضرورت کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ ہے واعظین اور مبلغین کا تیار کرنا اور تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے انہین دنیا کے مختلف حصون مین بھیجنا چونکہ یہ زمانہ ایک علمی زمانہ ہے اسلئے ضروری ہے کہ ایک مبلغ یا واعظ سارے ہتھیار اپنے ساتھ رکھتا ہو جن سے وہ دشمنون کے ہر قسم کے حملون کا دفعیہ کر سکے اور اسلام کی صداقت کو روشن دلائل کے ساتھ دوسرے لوگون کے سامنے پیش کر سکے۔ یہ کام ایک اتنا بڑا اور اہم کام ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے یا یون کہو کہ اس کو ایک اعلی پیمانہ تک پہونچانے کیلئے ہزارون نہین لاکھون بلکہ کروڑون آدمیون کی متفقہ کوشش درکار ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اصل کام تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہی تھا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالے نے آپ کے بارے مین کیا تھا۔ کہ لیظہرہ علی الدین کلہ ضرور ہے کہ اب وہ آپکے پیرودن اور مخلصین کی کوششون سے پورا ہو۔ اسلئے اس تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کو نہ صرف جاری رکھنا بلکہ اس کی توسیع کرنا ہمارا کام ہے۔ اب سب سے پہلے ہمین یہ ضرورت ہے کہ تبلیغ کے کام کے لئے قابل آدمی پیدا ہون یہ ایک دن کا کام نہین۔ مگر اس مین بھی شک نہین کہ اس کام مین ایک دن کی تو قعت بھی نہین ہونا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح موعود یہ چاہتے ہیں کہ حضرت موعود مہدی کی یادگار میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جاوے جسمیں واعظین اور مبلغین تیار کئے جاویں جن دنوں میں حضرت اقدس ؑ نے رسالہ الوصیت شائع فرمایا تھا اور خدا کیطرف سے خبر پاکر یہ اعلان کیا تھا کہ وہ اجل جو خدا نے ابتداء سے آپکے لئے مقرر کر رکھی تھی اس کا وقت بہت قریب آگیا ہے اس وقت بھی آپ کے ارشاد کے مطابق ایک مدرسہ دینیہ قائم کیا گیا تھا مگر کئی وجوہات کے سبب جن میں شاید سب سے بڑی وجہ فنڈ کی کمی تھی ۔ وہ مدرسہ ابتک ناقص حالت میں رہا ہے اگرچہ تین سال کے عرصہ میں ہم یہ امید بھی نہ رکھ سکتے تھے ۔ کہ وہ اپنے کمال کو پہونچ جائے اور مبلغ اور واعظ اس سے نکلکر دنیا میں کام کرنے لگیں مگر یہ سچی بات ہے کہ جس قدر ترقی اس عرصہ میں اس مدرسہ کو کرنی چاہیئے تھی ۔ اس قدر ترقی ہی نہیں کر سکا ۔ دینی مدرسہ کو اعلیٰ پیمانہ پر چلانے کے لئے ضرورت ہے اول عمدہ مکان کی پھر ایک بڑی لائبریری کی ۔ پھر ایک اعلیٰ درجہ کے سٹاف کی پھر کافی تعداد وظائف کی جس سے ایک خاصی تعداد طلباء کی تعلیم پا سکے کیونکہ جب تک پڑھنے والوں کی تعداد بہت نہ ہو اس وقت تک لائق آدمیوں کے نکلنے کی امید نہیں ہو سکتی ۔ لائبریری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح موعود نے فرمایا ہے ۔ کہ ہم اپنی کتابوں کا بڑا ذخیرہ کل ہی دیدینگے ۔ انجمن تشحیذ الاذہان بھی اپنی لائبریری کو دینے کا وعدہ کرتے ہیں کہ قابل سے قابل آدمی جو اس جماعت میں مل سکتے ہیں انکو اس سب سے اہم کام پر لگایا جائے ۔ لیکن اوس کے لئے اور وظائف کے لئے ایک ماہوار مستقل خرچ کی ضرورت ہے ۔ جو آہستہ آہستہ موجودہ ہائی سکول کے خرچ کے برابر پہونچ رہیگا ۔ بلکہ اگر اس کو کالج کے درجہ پر پہونچایا جاوے اور مختلف زبانوں کے سکھانے کا انتظام کیا جائے ۔ تو کسی صورت میں کالج کے خرچ سے کم خرچ اس کا نہ ہوگا مگر سردست کام شروع کرنیکے لئے قریباً دو صد روپے ماہوار تک پہونچ جاوے گا ۔ اور دوسری طرف اس کی عمارت کے لئے روپیہ درکار ہوگا ۔ یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ اگر کافی سرمایہ جمع کرکے اس کام کو شروع کیا جائے تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ سرمایہ تجارت میں لگا کر اس کی آمدنی سے یہ مدرسہ چلتا رہے بہرحال یہ وہ تجاویز ہیں جو اب ہم حضرت مولویصاحب کے ارشاد سے قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں اگر کسی دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بڑے بھاری اخراجات ہیں اور موجودہ اخراجات کے ہوتے ہوئے قوم ان اخراجات کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے گی ۔ تو یہ ایک کمزوری کا خیال ہوگا ۔ اگر خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ یہ کام ہو ۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں ۔ اور یقین کرتے ہیں کہ منشائے ایزدی اس وقت اشاعت اور تبلیغ اسلام کا موید ہے اور کام ہوکر رہیں گے تو پھر اس قدر روپیہ کا فراہم ہونا کچھ مشکل امر نہیں ۔ خدا چاہے تو ایک ہی اپنے بندے سے وہ یہ سارا کام کرا سکتا ہے ۔ دوسری طرف یہ بھی ضروری ہوگا ۔ کہ وسائل آمدنی کو دیکھکر اخراجات کو بڑھایا جاوے ۔ بہرحال یہ دینی مدرسہ جسمیں قرآن کریم اور سنت کی تعلیم اعلےٰ پیمانہ پر دی جائے گی ۔ اور نئے علم کلام کے مطابق جس کے اصول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں ۔ اصول باطلہ کی تردید سے طلباء کو آگاہ کیا جاوے گا ۔ اور اصول اسلام کی تعلیم اون کو دی جاوے گی یہ مدرسہ جو خدا نے چاہا تو دنیا میں اسلام کی اشاعت کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہوگا ۔ آنجناب کی ایک یادگار ہوگی ۔ اس کے لئے ہمیں بذریعہ عریضہ ہذا سب احباب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ یکمشت اور مستقل چندے حسب استطاعت دیں اور انجمنیں اپنی متفقہ کوششوں سے اس تجویز کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں ۔ وما توفیقنا الا باللہ ۔

اس وقت ایک اور تجویز بھی حضرت مسیح موعود ؑ کی یادگار کے لئے کی گئی ہے ۔ جو سیالکوٹ سے ہمارے مکرم بھائی ماسٹر غلام محمد صاحب بی ۔ اے نے پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں کیطرف سے جو اس قدر استطاعت رکھتی ہیں کالجوں میں پڑھنے والے طلباء کو وظائف دئے جاویں اس تجویز کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح موعود پسند فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو احباب پسند کریں اس تحریک میں شامل ہو جاویں ۔

آخر میں میری یہ التماس سب احباب کی خدمت میں ہے کہ وہ مخالفین کو پیٹ بھر کر ہنسی اور استہزار کرنے دیں اور اپنے کام میں جو نصرت دین اور اشاعت اسلام کا کام ہے لگے رہیں ۔ ہر ایک شخص جو کرتا ہے اسی کا بدلہ پائیگا ۔ اور یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ سے یونہی چلا آتا ہے کہ ایک گروہ کو خدا اپنے کام کے لئے اور اپنے نام کے چمکانے کے لئے اُٹھا کر کھڑا کرتا ہے اور ایک دوسرا گروہ اس کے مقابل ہنسی اور استہزار کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا ہے مگر خدا ای وعدہ ہی سچا ہوتا ہے ۔

ان جندنا لھم الغالبون

والسلام

محمد علی ۔ محمود احمد ۔ محمد علی خان ۔ رشید الدین

دردِ دل

لغو ترین میلان طبع بیہودہ ترین اشیاء ارذل ترین مخلوق دیکھنے کے لئے ہمیں کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہی قادیان والا قدموں کا میلا کافی ہے ۔

یہ وہ رات ہے جسمیں قوم کے عادات و اخلاق حالات و مذاق کا مجسمہ اپنی کریہہ منظر حیاء سوز صورت کے ساتھ ظاہر ہو کر قادیان میں مہتاب صداقت کے طلوع کی ضرورت کو بتاتا ہے ۔ آوارہ گردان بادیہ ضلالت کو گرمی کی چھوٹی سی رات اس ناپاکی اور بدفطرتی اور خباثت کے اظہار کیلئے کافی معلوم نہیں ہوتی جسمیں انسان بہت کچھ توشہ آخرت جمع کر سکتا ہے اس سیاہ رات میں ناچ نہیں ہوتا ۔ بلکہ وہ اضطرابی حرکات میں جو خباثت کے عمیق سمندر اس میں گرنے والے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں یہ راگ نہیں ۔ بلکہ ایک ژرف نگاہ کی فلسفیانہ نظر میں عروس شرافت کے جنازہ پر ماتم کی شیون زا آہ و بکا ہے ۔ پر خدا کا شکر ہے کہ یہاں ایک قوم ہے جو ان میں رہکر ان سے الگ ہے (اکمل)

پیام صلح

۲۱ ۔ جون بروز اتوار ۸ بجے صبح یونیورسٹی ہال لاہور میں سیدنا المسیح علیہ السلام کی آخری تحریر پیغام صلح پڑھی جائیگی ۔

بسلامت روید باز آئید

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلبۃ العلم سمر وکیشن ہولیڈیز پر ایک ماہ کیلئے اپنے گھروں میں جاتے ہیں ایک جلسہ کیا گیا جسمیں حضرت مولوی نور الدین صاحب نے انکو نصیحت فرمائی کہ اب ہماری محنتوں اور کوششوں کے پھلوں کے دیکھنے کا وقت ہے تمہیں نماز کیلئے اپنی پڑھائی کیلئے کوئی نگران نہ ہوگا تمہیں چاہیئے کہ نیک نمونہ دکھائیں اور مخالفوں کے اعتراضوں کا بڑی

ثناء اللہ کی پریشانی

نمبر ۱

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جسکی سُرخی ہے "مرزا صاحب قادیانی کا انتقال اور اس کا نتیجہ" مولویصاحب کا فرض تہا کہ اس معاملہ میں کل تحریرات کو مدنظر رکہہ کر تمام پہلوؤں پر بحث کرتے۔ بجائے ایسا کرنے کے اپنی عادت کیموافق جیسا کہ مرقع اور اہل حدیث کے پڑہنے والے بخوبی سمجہتے ہونگے بہت سے اُمور جو اپنے مفید مطلب تہے اور جن سے وہ نتیجہ جو اس اشتہار میں نکالنے کی کوشش ہے کسی حالت میں نہیں نکل سکتا تہا اونکو پوشیدہ رکھکر خلاف واقعہ نتیجہ نکالا ہے اس وقت تک مجھے اہلحدیث یا مرقع کے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا تہا لیکن مولویصاحب کا یہ اشتہار میرے پاس خاص طور پر پہونچایا گیا جس کو پڑہنے کے بعد مرقع کے کل نمبر اور کئی سال کے اہلحدیث کو بہت غور اور توجہ سے پڑہا۔ انکی تحریرات کو بہت غور کے ساتھہ پڑہنے کے بعد انکے تمام اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی جو وہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں پوری حقیقت اور ماہیت معلوم ہوگئی جو دو حال سے خالی نہیں ہے یعنی یا تو یہ بات ہے کہ ان اعتراضات کے کرتے [illegible] دفعات کے پہلوؤں کو توڑ مروڑ کر اور عبارتوں کو [illegible] کر دیتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے۔ تو دراصل واقعات کی پوری طور پر تحقیق کرکے تمام متعلقہ اُمور کو یکجائی طور پر پیش نظر نہ رکہنے کے سبب انکو خود دہوکہ ہوا کرتا ہے۔

سردست مولویصاحب کے دوسرے اعتراضات کے پڑتال کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان سلسلہ مضامین میں صرف حضرت اقدس کی وفات پر مولوی فاضل صاحب کے شائع کردہ اصولوں کے مطابق بحث کرینگے جسکو اونہوں نے ۳۱- مئی سنہ ۱۹۰۸ء کے اشتہار میں چہیڑا ہے۔ یہ بحث ہماری انشاء اللہ تعالیٰ القطعی ہوگی اسلئے کہ تمام پہلوؤں اور متعلقہ تحریروں کو مدنظر رکہہ کر ہم بحث کرینگے۔ اور صرف اس بحث سے سمجہنے والوں کو یہ نتیجہ نکالنے کا بہی موقعہ مل جاویگا کہ ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات اور نکتہ چینیاں کس حیثیت کی ہیں۔ مولوی فاضل صاحب اس اشتہار کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں۔ "ہماری غرض اس اشتہار سے صرف انتقال کی خبر بتلانا نہیں بلکہ اس کے نتیجہ سے اطلاع دینا ہے۔ نتیجہ بہی وہ نہیں جو ہم بتلادیں بلکہ وہ جو خود اعلیحضرت مرزا صاحب کا بتلایا اور مقرر کیا ہوا ہے

پبلک کو معلوم ہوگا۔ کہ مرزا صاحب نے ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تہا جسمیں اپنی موت کے نتائج خود ہی بتلائے تہے ہم اوس اشتہار کا ضروری حصہ ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین بغور پڑہیں اور نتیجہ پاویں" اس کے بعد حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی کسی قدر عبارت نقل کی ہے۔ اور اس کے بعد مفصلہ ذیل جرح کی ہے۔ بازعم خود نتیجہ نکالا ہے۔

"آجتک مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کہلا مباہلہ نہ کیا تہا بلکہ ہمیشہ گول گول رکہا کرتے تہے۔ مگر خدا کی شان جب آپ تسلی کے کل مراتب طے کر چکے تو خدائی ذوالجلال کی حکمت سے اون کی قلم سے ایسا مباہلہ شائع ہوا۔ جو اپنی صفائی کیوجہ سے کسی تاویل کو برداشت نہ کر سکے اس اشتہار میں مرزا صاحب نے پبلک کو آگاہ کیا ہے کہ اگر مرزا صاحب میری زندگی میں مر گئے (جیسے کہ واقع ہوا ہے) تو مرزائی دعاوی اور نبوت وغیرہ سب غلط اور مرزا صاحب کاذب مفتری مُفسد اور دجال وغیرہ اب ان واقعات کو پیش کرکے نتیجہ ناظرین کی رائے پر چہوڑتا ہوں"

اس تحریر میں جس معاملہ کو مولویصاحب نے مباہلہ کا نام دیا ہے نامزد کیا ہے اسکی اصلیت حسب تفصیل ذیل ہے۔ مولویصاحب اہل حدیث [illegible] صاحب کی پیشگوئیوں نشانات اور دوسرے امور پر ہمیشہ نکتہ چینیاں کیا کرتے اور بیان کرتے رہتے تہے کہ کوئی نشان صداقت آپ نے نہ ہمیں نہیں دکہایا اسلئے جب قادیان کے آریوں کے متعلق حضرت صاحب کا رسالہ شائع ہوا تو ایک جلد اسکی مولویصاحب کو بہی بہیجی گئی اور ایڈیٹر الحکم نے مولویصاحب کی نکتہ چینیوں کے سبب ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں لکہا کہ "قادیان کے آریوں نے حضرت مرزا صاحب کے جو نشانات دیکھ کر تکذیب کی اور کر رہے ہیں اس رسالہ میں ان سے مباہلہ کر دیا ہے اسمیں آریوں کو اعلان کیا ہے کہ اگر اونہوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں تو قسم کہا جاویں۔ کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہمنے نہیں دیکھے اب ثناء اللہ کو بہی چاہیئے کہ اپنے دوستوں قادیان کے آریوں کو اس قسم کے لئے آمادہ کرے اور اونکے پاؤں پڑے ورنہ انکی قسم کے گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مُہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ کو بہی کہ وہ نشان صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکہا ہے تو وہ بہی قسم کہا کر پرکہے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا ہے اور کس کو سچا کرتا ہے" الحکم کی یہ عبارت مینے اہلحدیث مورخہ ۲۹ مارچ

نقل کی ہے اس تحریر کا جواب مولویصاحب نے اسی پرچہ میں مفصلہ ذیل دیا ہے۔ "ہم تمہارے گرُشن کی کذب بیانی پر ہر قسم کے کہانیکو طیار ہیں اور جسجگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو مگر پہلے یہ شائع کرادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا ہم حلفیہ کہدینگے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ عالی درجہ کا جہوٹا مکار فریبی ہے اور اسکی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے" "مرزائیو سچے ہو تو آؤ اپنے گرو کو ساتھہ لاؤ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے جہاں تم پہلے ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے آسمانی ذلت اوٹھا چکے ہو امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح گرُشن جی سے پہلے کرادو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جسے ہمیں رسالہ انجام آتہم میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جبتک پیغمبر سے فیصلہ نہ ہو سب اُمت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا"! اس عبارت کے پڑہنے کے بعد ناظرین کو چاہیئے کہ وہ دو باتیں بخوبی یاد رکہیں اسلئے کہ آگے چلکر مولویصاحب کی [illegible] دون کا ان دو باتوں کو ذہن نشین رکہنے سے پورے طور پر پتہ لگ سکیگا کہ وہ اکثر اوقات بعض الفاظ کو بے محل اور خلاف [illegible] کے کس طرح سے نعلین بجایا کرتے دلایہ کہ اونہوں نے لکہا ہے کہ میں قسم کہانیکے لئے طیار ہوں، دوسرم یہ کہ وہ حضرت صاحب کو بلاتے ہیں اسلئے کہ حضرت صاحب نے رسالہ انجام آتہم میں اونکو مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے جیسے کہ اس فقرہ کے اوپر مینے خط کہینچدیا ہے اصل معاملہ کو اور زیادہ واضح کرنیکے لئے میری دوبارہ ناظرین سے عرض ہے کہ وہ ایڈیٹر الحکم اور مولویصاحب کے مذکورہ بالا بیانات کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں تاکہ سلسلہ وار صحیح واقعات کا پورا طور پر انکو پتہ لگ جاوے۔ اور جو بطور خلاصہ مفصلہ ذیل ہے ایڈیٹر الحکم نے مولویصاحب کو لکہا ہے کہ ثناء اللہ نے اگر کوئی نشان صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکہا تو وہ بہی قسم کہا کر پرکہ لے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کسکی حمایت کرتا اور کسکو سچا کرتا ہے جن الفاظ اوپر مینے خط کہینچا ہے وہ زیادہ غور طلب ہیں کوئی سلیم الفطرت انسان اس فقرہ سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ ہماری طرف سے یکطرفہ قسم کی درخواست ہے خواہ کسی قسم کی اور کتنی ہی موشگافیاں کی جاویں اسکے دو ہی مفہوم ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ یا تو آریوں کے مقابلہ میں جو قسم حضرت صاحب نے کہائی ہے آریوں کے ساتھ شامل ہو کر ہمارے بالمقابل قسم کہالے یا ہمارے بالمقابل ہو کر آریوں سے علیحدہ ہو کر قسم کہا دے۔ اور یہی مباہلہ کا مفہوم ہے جو عبارت مذکورہ کے پڑہنے سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ طرفین کی قسم کی ضرورت ہے اسکے جواب میں ثناء اللہ نے لکہا

ڈاکٹر مُرتد اور اُسکی نبوّت

کے متعلق ذیل کا مضمون ہمارے پُرجوش مخلص دوست منشی احمد دین صاحب اپیل نویس سے گوجرانوالہ سے بھیجا ہے اس مین منشی صاحب موصوف سے نے ڈاکٹر مرتد کو جہوٹا ثابت کرتے ہوئے یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ تمام الہامات جو اس نے اپنی طرف سے شائع کئے ہین اوس کے خود تراشیدہ اور افترا ہین۔ اگرچہ اون الہامات کی بیہودگی اور جہوٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جو منشی صاحب نے خیال کیا ہے۔ مگر ہماری رائے مین ڈاکٹر مُرتد کے الہام خود تراشیدہ نہین ہان شیطانی اور حدیث النفس ہین۔ مُرتد کے خطوط اور رسالون اور اخباری مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق کی عداوت کے سبب وہ کچھہ مجنون سا ہو گیا ہے اور اس کے دل و دماغ مین بغض اور تکبر اس قدر بھر گیا ہے۔ کہ اپنے ہی گندے خیالات اس کی زبان پر الہام بن کر جاری ہوتے ہین اور شیطانی امداد کے ساتھہ شامل ہونے سے وہ سوتا جاگتا کچھہ بڑبڑانے لگتا ہے جس کو وہ وحی آلہی یقین کر لیتا ہے شیطان نے ۱۴ ساون کو کے الفاظ اسکو مونہہ سے نکلوا کر اسے اچھا ذلیل کیا مگر اوس کی قسمت نہین معلوم ہوتی۔ کہ وہ سمجھہ جائے۔ کاش کہ وہ اب بھی اپنی غلطی کو پہچانے اور توبہ کرے اور بچ جائے

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عبد الحکیم کے اعلان کا بطلان

امام ہمام مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے ہین۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

عبد الحکیم جو بیس سال حضرت اقدس ع ممدوح الصفات کا مرید رہکر مئی سنہ ۱۹۰۶ء مین مرتد ہوا۔ اور جماعت سے خارج کیا گیا وہ ایک رسالہ اعلان حق لکھہ کر حضرت اقدس کو اپنی پیشگوئیون کا شکار ظاہر کرتا ہے۔

عبد الحکیم نے ایام ارادت مین تفسیر القرآن لکھی اور جا بجا حضرت اقدس کی تائید اور اون کے دعاوی کی تصدیق قرآن شریف کی صدہا آیات سے کی۔ پہر اس نے ایام ارتداد مین چند رسالے حضرت اقدس ع کے خلاف لکھے۔ اور اون کو دجّال اور ضال بنایا اور اپنے آپ کو مسیح اور کیا کیا ظاہر کیا ہے۔ عبد الحکیم کے بست سالہ ارادت اور ارادتمندانہ تصانیف اور ہر ایک امر مین علم الیقین اور حق الیقین اور عین الیقین اور ایسے ہی دو سالہ ارتداد اور مرتدانہ تصانیف اور ہر ایک امر مین تمام مراتب الیقین پر ایک ایسا حیرت انگیز اور خطرناک نظارہ ہے کہ اس کے تفصیل بیان کرنے کی کچھہ ضرورت نہین۔

عبد الحکیم نے بست سالہ ارادت اور دو سالہ ارتداد کے ربط کے لئے جو امور اپنے ارتداد کے رسالون مین لکھے ہین وہ اور بہی حیرت انگیز اور خطرناک ہین لیکن اس وقت مجھے اون تمام باتون سے الگ ہو کر عبد الحکیم کی صرف اون پیشگوئیون کے متعلق کچھہ لکھنا ہے۔ جن کا شکار وہ حضرت اقدس کو ظاہر کرتا ہے۔

عبد الحکیم نے اپنے ہیڈ کوارٹر پٹیالہ کے چند احمدی دوستون مین لیکچر دئے۔ سامعین نے اس کی بعض باتون پر نکتہ چینی کی۔ ابتداءً تو بات معمولی تہی اور قابل اصلاح تہی لیکن لیکچرار کو اپنی قرآن دانی اور عہدہ داری کا غرور اور سامعین کی ویسی حالت ہونے کا خیال تہا۔ کہ لیکچرار اور سامعین کے فیما بین تکرار ہوا۔ نوبت بایں جا رسید کہ لیکچرار (عبد الحکیم) نے امام ہمام کی خدمت مین خط و کتابت کی اور اپنے وہ خیالات جو تکرار و ضد کی وجہ سے عبد الحکیم مین مستحکم و محکم ہو گئے ہتے۔ لکھے۔ اور ان کے ارشاد و اصلاح پر بہی اوس کو ان سے رجوع کرنا مشکل ہو گیا۔ اِسلئے مئی سنہ ۱۹۰۶ء مین عبد الحکیم جماعت سے خارج کیا گیا۔

عبد الحکیم نے الذکر الحکیم نمبر ۴ مورخہ ۲۴۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء مین خط و کتابت مذکورہ بالا شائع کی ہے اور اس کے پڑہنے سے مذکورہ بالا واقعات ثابت ہین۔ پٹیالہ کے احمدیون کا اعتراض صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم اپنے لیکچرون مین رسُول کی عظمت اور اطاعت کا مطلق ذکر نہین کرتے جنکو ذریعہ سے خدا اور خدا کے احکام اور خدا کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ عبد الحکیم نے بڑہتے بڑہتے رسول کی عظمت کو مطلق غیر ضروری قرار دیا اور جب امام ہمام مسیح موعود ع نے اس کو اسی جرم مین جماعت سے خارج کر دیا تو وہ خود مسیح بن بیٹھا۔ اور مسیح کو دجّال اور ضال قرار دیا۔

اس خط و کتابت سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد الحکیم نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند ایک تجاویز بہی بہیجین کہ احمدی جماعت کو یہ کرنا چاہیئے اور وہ کرنا چاہیئے۔ ایسا ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو پہلے اس فاسد عقیدہ کے چہوڑ دینے پر مجبور کیا۔ جو رسول کی عظمت اور اطاعت کے منافی تہا۔ اور جس کو اوس نے نہ چہوڑا۔

عبد الحکیم نے مُرتد ہو کر مسیح موعود کے برخلاف اور بہی چند رسالے لکھے اور جا بجا مخالفت کے لیکچر دئے اور اس قدر دریدہ دہنی اور بدزبانی سے کام لیا کہ اعادہ آن ناکردن اولٰے۔ اوس نے مرزا صاحب کو ابتدا ہی سے خطا کار اور کچھہ کا کچھہ ظاہر کیا۔

پٹیالہ کے احمدی عبد الحکیم کے لیکچرون پر نکتہ چینی نہ کرتے یا حضرت اقدس ع اوس کی تجاویز کو مان لیتے۔ تو وہ اپنے مسیح ہونے کا یا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر معترض اور دریدہ دہن ہونے کا ناپاک ملبہ اور نجس مواد اپنے اندر مخفی رکہتا لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت اسی طرح تہی۔ جسطرح کہ ظہور مین آیا۔ عبد الحکیم کے تفسیر القرآن نے عبد الحکیم کو اس امر پر برانگیختہ کیا کہ تم مسیح موعود اور مامور من اللہ کے مثیر بننے کی صلاحیت رکہتے ہو۔ سچ ہے تکبر بڑی بلا ہے۔

عبد الحکیم نے ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک الہام شائع کیا کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر فوت ہو جائیگے اور اس کی عبارت یہ ہے

"مرزا مُسرف ہے۔ کذاب ہے اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اس کی میعاد تین سال بتلائی گئی" آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ الہام کی عبارۃ نہین ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات اس الزام سے بری اور پاک ہے کہ وہ سچے مسیح کو دجّال اور ضال کا بیس سال تک مرید بناوے اور سچے مسیح کو بیس سال دہوکا مین رکہے۔ تعالی اللّٰہ عما یصفون۔ سہ سالہ میعاد کا الہام الہام نہین تہا محض ایک ڈہکوسلا اور دہمکی تہی۔ جو خود حضرت اقدس امام ہمام کے پاک اور سچے الہامات سے بنایا گیا تہا۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء مین حضرت اقدس نے رسالہ الوصیّۃ لکہا جسمین متواتر اور کثیر الہامات اس امر کے شائع کئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیری عمر اب تہوڑے دن رہگئی ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب نے اپنی وفات کے قریب ہونے کا الہام شائع کیا۔ تو عبد الحکیم کو بھی یہ سوجھی۔ کہ وہ آپ کی وفات کا الہام شائع کرے۔ چنانچہ ۱۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو اُس نے ایسا کیا۔

پھر معلوم ہوتا ہے کہ الذکر الحکیم نمبر ۶ کے لکھتے ہوئے عبد الحکیم کو خیال آیا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ سہ سالہ الہام پورا نہ ہو اس لئے اس نے پیشبندی کے طور پر فتح محمد خان کے نام پر ایک مضمون لکھا۔ کہ سہ سالہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے اس طرح کہ حضرت مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب سے ڈرے اور بعض عقائد سے رجوع کیا۔ الذکر الحکیم نمبر ۶ صفحہ ۶۵ لغایت ۶۸۔ پھر جولائی ۱۹۰۶ء میں جب اوس نے دائم المریض مرزا صاحب کی علالت زیادہ سنی تو ایک اور الہام شائع کیا۔ جو بالفاظ ذیل ہے۔

"مرزا آج سے چودہ ۱۴ ماہ تک موت ہاویہ میں گرایا جاویگا۔"

پھر جب اس کو معلوم ہوا۔ کہ اپریل ۱۹۰۸ء کے اخیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اور اپنے اہل کے معالجہ کے لئے ایک ماہ کے واسطے لاہور تشریف لائے ہیں۔ اور نیز اوس کو معلوم ہوا۔ کہ لاہور پہنچ کے چند روز بعد میں احمدیوں کا یہ حال ہے۔ کہ مرزا صاحب دو ایک ماہ اور یہی قیام فرماوینگے اور نیز لاہور میں مکان بنوانے کا بھی خیال ہے۔ تو اوس نے خیال کیا۔ کہ لاہور جیسے شہر میں جہاں دو ایک دفعہ مرزا صاحب آئے۔ اور لوگوں نے طرح طرح کے سب و شتم کی جہالت کی۔ معمولی علالت کے واسطے مرزا صاحب کا آنا ناممکن ہے۔ ضرور زیادہ علیل ہوں گے۔ پھر اوس نے خیال کیا۔ کہ اگر اس شہر میں زیادہ قیام پذیر رہے۔ تو اون کے دعاوی کا اور بھی زیادہ استحکام ہو جاویگا۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے مدت قیام کے قریب قریب زمانہ کیواسطے یہ الہام تراشا کہ مرزا ۲۱ ساون کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔ اور اس سے اس کا مقصود صرف یہ تھا۔ کہ مرزا صاحب لاہور میں زیادہ قیام نہ رکھیں۔ یہ الہام ۸ مئی کو عبد الحکیم نے پیسہ اخبار کو بھیجا۔ جو پیسہ اخبار کے ۱۵ مئی کے پرچہ میں شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے اوس کو عبد الحکیم کے منصوبے مخفی نہیں تھے اور اوس کو اپنے اون الہامات کا پورا کرنا جو اس نے اپنے مسیح کو بتلائے ہوئے تھے۔ بھول نہیں گیا تھا۔ اوس نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو جبکہ مسیح موعود اپنے مخالف عبد الحکیم کی چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اندر ہی تھے۔ فرمایا جس کا مطلب مسیح نے اس طرح لکھا۔ کہ تیرا دشمن جو کہتا ہے۔ کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ۱۴ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں اسکو میں جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔ اب عبد الحکیم کے

تینوں الہاموں اور حضرت اقدس کے تبصرہ کا نتیجہ کیا ہوا۔

عبد الحکیم کے الہامات یہ ہیں۔

(۱) ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو تین سال کے اندر فنا ہونیکا الہام۔ جو بعد میں اوس نے خود ہی منسوخ کر دیا۔

(۲) یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو چودہ ۱۴ ماہ کے اندر ہلاک ہونیکا الہام۔ جو بعد میں اوس نے خود ہی منسوخ کر دیا۔

(۳) ۸ مئی ۱۹۰۸ء کے کارڈ میں ۲۱ ساون ۱۹۶۵ کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونیکا الہام۔ جو جھوٹا ثابت ہوا۔ بالمقابل اون کے امام ہمام حضرت اقدس کے تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں چودہ ماہ والی مخالف پیشگوئی کی نسبت یہ مضمون کہ تیرے دشمن کو جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔

نتیجہ۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ عبد الحکیم کا پہلا الہام اوس کے دوسرے الہام سے منسوخ اور رد ہوا اور اس کا دوسرا الہام اوسی کے تیسرے الہام سے مردود و باطل ہوا۔ اور تیسرا الہام جسمیں صرف ایک دن ۲۱ ساون کا مقرر تھا۔ خود پورا نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب اوس سے پہلے فوت ہو گئے۔

حضرت اقدس کا تبصرہ والا مضمون نہایت خوبی اور صفائی سے پورا ہوا۔ کہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو جبکہ مرزا صاحب اپنے مخالف کی چودہ ۱۴ ماہ والی پیشگوئی کے اندر تھے تبصرہ لکھا گیا۔ اگر مرزا صاحب ۵ نومبر کے دن یا ۶ نومبر ۱۹۰۷ء کے دن یا ۷ نومبر کے دن یا علےٰ ہذا القیاس ۸ نومبر ۹ نومبر حتیٰ کہ ۸ مئی تک کسی دن فوت ہوتے۔ تو ظاہر تھا۔ کہ دشمن اونکی چودہ ۱۴ ماہ والی پیشگوئی کا شکار سمجھتا۔ لیکن خدا کا منشاء ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو یہ تھا۔ کہ تیرا دشمن جو چودہ ماہ کی پیشگوئی کرتا ہے اور جس کے اندر آج کا دن بھی ہے۔ اور آج کے بعد ۸ مئی ۱۹۰۸ء تک کے ایام بھی ہیں۔ میں اس مدت میں دو کام کرونگا۔ پہلے تیرے دشمن کو ہلاک کرونگا یعنے اسطرح جھوٹا کرونگا۔ کہ وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی کو واپس لے لیگا۔ یا ترمیم کرے گا۔ یا منسوخ کریگا یا مردود و باطل قرار دیگا۔ اور پھر دوسرا کام یہ کرونگا۔ کہ تیرے دشمن کے ایسی مذکور جھوٹا کر دینے تک تیری عمر بڑھا دونگا یعنے اس وقت تک تجھکو زندہ رکھونگا جس وقت تک تیرا دشمن چودہ ماہ والی پیشگوئی کو واپس

لے لے یا رد و منسوخ کر دے تاکہ دنیا کو معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ کہ خدا نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو اپنے حبیب و محبوب مسیح موعود کو جتلایا تھا یعنی مسیح موعود کی عمر باوجود یکہ وہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء یوم تحریر تبصرہ کو عبد الحکیم کی چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اندر تھی۔ ۸ مئی ۱۹۰۸ء تک بڑھائی جسدن کہ عبد الحکیم نے چودہ ۱۴ ماہ والی پیشگوئی کو منسوخ کر کے ایک خاص دن ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء کا پیسہ اخبار کیطرف لکھدیا۔ اور پھر ۱۵ مئی تک بڑھائی جس دن کہ پیسہ اخبار نے وہ کارڈ عبد الحکیم کا پیسہ اخبار میں شائع کیا۔ اور پھر ۲۶ مئی تک بڑھائی۔ جسدن تک کہ اور اخبارات نے بھی ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء کا خاص دن شائع کر لیا اور ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء والے مقررہ دن سے اتنے دن پہلے مسیح کو اپنی طرف بلا لیا۔ جتنے سال کی کہ مسیح کی عمر مقرر تھی۔ یعنے ستر یوم۔ تاکہ یہ تیسری پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو۔ انہیں تینوں پیشگوئیوں کی صراحت حضرت اقدس امام ہمام کے الہام مندرجہ الوصیۃ صفحہ ۳ میں ہے جو بجنسہٖ نقل کی جاتی ہے۔

"بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اوداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔"

اسمیں یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ اسی عبد الحکیم کی تینوں پیش گوئیوں کے متعلق ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

مومنوں کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں لاکھ لاکھ سجدات شکر بجا لانے چاہئیں۔ جس نے عبد الحکیم مرتد کو جو مفتری علے اللہ تھا۔ جھوٹا اور ذلیل کیا۔ اور ایسا جھوٹا اور ذلیل کیا کہ وہ اب فنا ہو گیا ہے اور ہلاک ہو گیا ہے۔ اور اب اس کا تمام تار و پود بکھر گیا ہے اور اس کی دھمکیوں اور حکمت عملیوں اور شرارتوں کا شیرازہ اُکھڑ گیا ہے۔ اور ایسا فنا ہوا ہے۔ کہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتا۔

چند روز ہوئے۔ ایک اسی نام کے مولوی فاضل جو اگرچہ مرزا صاحب کے برخلاف تھے۔ کہتے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں عبد الحکیم کی پیشگوئی کو اگر پوری بھی ہو جاتی۔ تو ہیچ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عبد الحکیم ملہم اور مقدس انسان نہیں ہے

البتہ اگر مرزا صاحب پر کسی اون کی اپنی تحریر کے روسے ا
اعتراض ہو سکتا ہو۔ تو ہو کیونکہ عبد الحکیم کے ہر سہ الہامات
فی نفسہ ایسی شرارت مجسم اور محض شرارت تھی۔ کہ اون کا ایک ایک
لفظ ہی صریح طور پر شرارت تھا۔ اور اون کی شرارت خود
طشت از بام اور اظہر من الشمس ہے اور عبد الحکیم خود اس قدر
بے شرم اور شریر ہے۔ کہ اوس نے بجائے اس کے
کہ اپنی واقعی اور بے شرمی کی موت سے نادم ہونا اور اپنے
الہامون کا خود شکار ہونا تسلیم کرتا۔ یہ رسالہ اعلان الحق لکھ
مارا ہے۔ اور اس مین ۱۴ ساون کو کی بجائے ۱۴ ساون
تک لکھدیا ہے۔ اور یہ نہین لکھا۔ کہ وہ لفظ کو کی شکل پر لفظ
تک لکھا کرتا ہے یا لفظ کو کے معنے تک کیا کرتا ہے
یا لفظ کو سہو کتابت سے لکھا گیا ہو یا مطبع کے کاتب نے غلطی سے
لفظ کو بجائے [illegible] تک کے لکھدیا ہے یا یہ کہ کثرت رائے
پر فیصلہ ہونا چاہیئے۔ یعنی جب دو پیشگوئیون مین تک تھا
تو تیسرے مین بھی تک ہو۔ بیچارگی دور بلا۔ اوس نے
رسالہ اعلان الحق لکھتے وقت لفظ کو کا ذکر ہی نہین
کیا اور اپنے رسالہ کا نام اعلان الحق رکھنے مین بھی
شرم نہین کی۔ اوسکو چاہیئے تھا۔ کہ اوس کا نام اعلان الکذب
رکھتا۔

عبد الحکیم نے گرگٹ کی سے بیسیون رنگ بدلے کہ رسول
کی عظمت و اطاعت کی انکار کیوجہ سے وہ احمدی جماعت
سے نکالا گیا اور غیر احمدیون نے بھی اوسکو اپنی جماعت
مین کوئی وقعت نہ دی یعنی نہ تو اوسکو کسی نے مسیح
مانا اور نہ ملہم۔ سچ ہے

مپندار سعدی کہ راہ صفا۔ توان رفت جز در پے مصطفیٰ

اب اگر یہ حالت ہلاکت کی حالت نہین ہے تو کیا ہے۔
عبد الحکیم کو شرم اور شرافت ملحوظ ہوتی تو اوسی اپنے
پچیس سالہ تحقیقات سے منحرف ہوتے ہوئے کم از کم
یہ بالضرور لازم تھا کہ وہ اپنی کسی آئندہ کی تحقیقات کو پبلک
کے سامنے پیش نہین کریگا اور اگر اوسے خود ایسی بھی
بات کا خیال نہین آیا تھا تو اوسکو اعلیحضرت خلیفۃ المسیح
مولوی نور الدین صاحب مد ظلہم ابداً نے جو کچھ اوسکی گذشتہ
تحقیقات کی نسبت ایک خط مین لکھا تھا اوس سے عبرت
پکڑتا یہ کیسی بے باکی اور بیحیائی کی بات ہے کہ پچیس سال کی
تحقیقات اور الہامات اور رویا کو خود اپنے ہاتھ سے
خاک مین ملا دیتا ہے۔ اور پر عداوت اور تعصب
اور غیظ اور غضب کی حالت مین جو کچھ اوس کے
مونہہ پر آتا ہے۔ بک دیتا ہے اور دوسرون کو منوانا
چاہتا ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!
اور پھر اس پر طرہ یہ کہ علانیہ جھوٹ اور صریح جھوٹ اور بڑی
جھوٹ کہتا ہے۔ اور ذرا شرم نہین کرتا۔

بندہ احمد الدین عفی اللہ عنہ اپیل نویس گجرانوالہ
۷ جون ۱۹۰۸ء

ہم قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائینگے

ذیل کی نظم ہمارے دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب
اکمل نے اپنے بستے مین سے نکالکر آج ہمین دی ہے
[illegible] اس نظم کے کہان کا کچھ ذکر کرنے
کی بجائے مین ناظرین کو اپنے دوست اکمل کے تمہیدی
نوٹ کیطرف توجہ دلاتا ہون۔ ہمارے مخالف جو اپنی پریشان
اور پراگندہ حالتون پر دوسرون کا قیاس کر کے ہمارے
متعلق نادانی سے خیال کرتے ہین کہ حضرت اقدس ؑ کی وفات
اس جمعیت کے متفرق ہونیکا موجب ہوگی وہ ذرا اس نظم
مین سے [illegible] عاشقان مسیح موعود ؑ کی دلی حالت کا اندازہ
کرین کہ کیا یہ قوم متفرق ہونیوالی ہے۔

ایک مہاجر کی آرزو

ہر ایک انسان جس کے پہلو
مین دل اور دل مین مادہ محبت ہے
وہ خوب جانتا ہے۔ کہ بعض اوقات قلب پر ایک خاص
کیفیت طاری ہوتی ہے سو ایسی حالت جب کبھی نیازمند
اکمل پر طاری ہوئی تو وہ یا تو اشعار کی صورت مین ظاہر ہوئی
ہے یا کسی مضمون کے رنگ مین یا دعا بن کر۔ ان واقعات
کی لکھی ہوئین بعض نظمین اور مضمون میرے پاس موجود
ہین۔ جنھین مینے چھپوانے کیطرف توجہ نہین کی
مندرجہ ذیل نظم بھی انہی نظمون مین سے ایک نظم ہے جو
آجکل اس بات کا جواب ہو سکتی ہے جو ہمارے مخالف
کہہ رہے ہین کہ اب مرزا صاحب فوت ہو چکے تو ان
کے حضور مین رہنے والے بھی آہستہ آہستہ چل دینگے وہ
سُنین کہ قادیان کا ہر ایک مہاجر کیا کہتا ہے۔

ہم قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائین گے
کوچے مین اپنے یار کے دھونی رمائینگے

پروانہ وار جان بھی کر دینگے ہم نثار
گو اپنی شمع حسن سے ایسی لگائین گے

رہنے دو یہ عبیر مرے کام کا نہین۔
ہم اس کی گرد راہ کا سرمہ بنائین گے

اے عندلیب پھول رہی ہے تو پھول پر
ہم تجھ کو اپنا پھول کسی دن دکھائینگے

پہلے کہین ہے۔ جا کے۔ جگر تھامنا تو سیکھ
پھر اپنی داستان تجھے ہم سنائینگے

سینے کے زخم سینے کی حاجت تو در کنار
ان پر نمک چھڑک کے مزے ہم اڑائینگے

دار الامان کی خاک کو ترجیح دینگے ہم
آب حیات خضر بھی گو مفت پائینگے

جسپر کبھی زوال کی راتین نہ آتی ہون
اس چودھوین کے چاند سے ہم دل لگائینگے

مشتاق دید دیدہ و دل فرش راہ ہین۔
یارب ہمارے پاس وہ کس وقت آئینگے۔

آتی ہے یہ صدا لب جان بخش سے ترے
ہم مردگان قوم کو قم سے جلائینگے

پھر آگیا بہار پہ موسم بہار کا
زخم جگر کو کھول کے ہم گل کھلائینگے

جان جاتی ہے تو جائے یہ پروا نہین ہمین
جو قول کر چکے ہین اوسے ہم نبھائینگے

یہ سر ہے اپنا اور ترا سنگ آستان
اٹھہ جائینگے جہان سے نہ اسکو اٹھائینگے

تیری ہوا مین اڑتے ہین جو طائران دل
وہ آشیانہ عرش پر اپنا بنائینگے

اس کوچہ کی گدائی ہی اکمل قبول ہے
پر قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائینگے۔ (محمد ظہور الدین اکمل)

خریداران ریویو کو اطلاع

چونکہ رسالہ اس دفعہ بسبب ایک ضروری مضمون کے جو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر لکھا گیا ہے
بڑا ہو گیا ہے اسلیئے غالباً وقت پر شائع نہ ہو سکیگا۔ اور
شاید چار پانچ روز کا توقف ہو جائے تفسیر القرآن اسی وجہ سے
وقت پر شائع نہ ہو سکے گی۔ اور اس مین قریباً آٹھہ
دس دن کی دیر ہو جاوے گی۔

مینیجر
ریویو آف ریلیجنز

ڈائری

القول الطیب

(منقول از الحکم)

لاہور - ۲۳ - مئی ۱۹۰۸ء - قبل ظہر - فرمایا۔

ہمین ایسے آدمیون کیضرورت ہے۔ جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکہانیوالے ہون علمیت کا زبانی دعوے کسی کام کا نہین ایسے ہون کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہون اور ہماری صحبت مین رہکر یا کم از کم ہماری کتابون کے کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہونچی ہوئی ہو البتہ شیخ غلام احمد اس کام کیواسطے اچھا آدمی معلوم ہوا ہے اوس کی کلام مین ہی تاثیر ہے اور اخلاص و محبت سے اوس نے اپنے اوپر اس شدت گرمی مین اتنا وسیع دورہ کرنیکا بوجھ اوٹھایا ہے۔ کچھ خدا کی حکمت ہے کہ لوگ اس کا کلام سننے کے واسطے جمع ہی ہو جاتے ہین ایک جگہ اوس کو پتھر ہی پڑے۔ مگر خدا کی قدرت سے وہ پتھر بجائے ان کے کسی دوسرے کو لگا۔ اور وہ زخمی ہوا۔ تبلیغ سلسلہ کیواسطے ایسے آدمیون کے دورون کیضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جاوین۔ کہ وہ اپنی زندگی اس راہ مین وقف کر دین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک مین جایا کرتے تھے یہ جو چین کے ملک مین کئی کروڑ مسلمان ہین اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہان بھی صحابہ مین سے کوئی شخص پہونچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس۲۰ یا تیس۳۰ آدمی متفرق مقامات مین چلے جاوین تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہون تب تک ہم اون کو پورے پورے اختیارات بھی نہین دے سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایسے فارغ اور جفاکش تھے۔ کہ بعض اوقات صرف درختون کے پتون پر ہی گذارہ کر لیتے۔

بہت ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بے خبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر ہی نہین میرے نزدیک یہ مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اول سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے اول چاہئیے کہ سلسلہ مین ایسے لوگ ہون۔ جو سلسلہ کی ضرویات کی مدد کرنیوالے ہون۔ جب سلسلہ کی ضروریات مثل لنگر وغیرہ ہی پوری نہین ہوتین تو اور کامون مین بہت توجہ کرنی ہی بیفائدہ ہے۔ اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاوین جو فقط لوگون کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دین۔ تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔

مسٹر ریگ (جس کے نام ہی سے الحکم کے ناظرین کو مین قبل ازین بذریعہ مضامین بطور سوال و جواب انٹروویو تر کرا چکا ہون۔ اُن کے متعلق حضرت اقدسؑ نے فرمایا) کہ دیکھو وہ ہمارے پاس آیا۔ تو آخر کچھ نہ کچھ تو تبادلہ خیالات کر ہی گیا۔

اس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب جن کو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لو اور دھت لگی ہوئی ہے اور بہت کم ایسے مقام ولائیت مین ہون گے جہان کے محقق انگریزون اور اخبارات کے ایڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پا کر اونہون نے ان معاملات مین خط و کتابت نہ کی ہو اور مسیح موعود علیہ الف الف صلواۃ اور السلام کے دعاوی کی تبلیغ اون کو نہ کی ہو۔

امریکہ کے ڈوئی کی حسرتناک تباہی اور لندن کے پگٹ کی مایوسانہ نامرادی بھی حضرت مفتی صاحب ممدوح ہی کی کوششون کا نتیجہ ہین اونہون نے جس طرح ڈوئی اور پگٹ کا بیڑا غرق کر دیا۔ اسی طرح کئی سعید روحون کیواسطے باعث ہدائیت بھی آپ ہی ہوئے اور آپ ہی کی سچی مخلصانہ کوششین اور جوش تبلیغ حق کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریزون اور لیڈیون نے حضرت اقدس کی صداقت کو مان لیا اور اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی۔ غرض مفتی صاحب موصوف کسی تعریف کے محتاج نہین۔ ساری احمدی دنیا ان کے نام نامی سے واقف اور ان کے اخلاص صدق و صفا سے آگاہ ہے یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے یہ بھی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدس کی خدمت مین عرض کی۔ کہ حضور اس کے خیالات مین حضور کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔

چنانچہ

پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچرون مین اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکہاتا اور کبھی مسیح کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تھا۔ تو یہ کہا کرتا تھا۔ کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہون کے بدلے مین ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہون کا کفارہ ہو کر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا۔

مگر

اب جبکہ اس نے حضور سے ملاقات کی اور پھر لیکچر دیا تو مسیح کی مصلوب تصویر دکہاتے ہوئے صرف یہ الفاظ کہے۔ کہ یہ تصویر صرف عیسائیون کے واسطے

موجب خوشی ہو سکتی ہے سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی ایک رب ہے بڑا خدا ہے۔

پہلے اپنے لیکچر مین بیان کیا کرتا تھا۔ کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنےٰ درجہ حالت سے بندر اور پھر بندر سے ترقی پا کر انسان بنا۔ مگر اس دفعہ کے لیکچر مین اس نے صاف اقرار کیا۔ کہ یہ **ڈاروِن کا قول ہے۔ اگرچہ اس قابل نہین کہ اس سے اتفاق کیا جاوے** بلکہ انسان اپنی حالت مین خود ہی ترقی کرتا ہے۔ غرضیکہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے اور وہ حضور کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے اور اُن خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے۔

پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اصل تقریر کی طرف رجوع کیا اور فرمایا۔ کہ ابھی ایسے لمبے سفرون کی چندان ضرورت نہین۔ کہ ممالک یورپ اور امریکہ مین جاوین۔ بلکہ ابھی تو خود ہندوستان ہی اِس بات کا ازبس محتاج ہے

تو کارِ زمین را نکو ساختی

کہ با آسمان نیز پرداختی

ان ممالک مین جانا ایسے لوگون کا کام ہے۔ جو اون کی زبان سے بخوبی واقف ہون اور وہان کے طرز بیان اور خیالات سے خوب آگاہ۔ سفر کے شدائد اوٹھا سکین اور اون کی صحت کی حالت بھی بہت اچھی ہو۔

بصورت موجودہ یہ کام بھی بہت بڑا بھاری ہے کہ چند ایسے آدمی ہون۔ کہ وہ اسی ملک مین اچھی طرح سے گاؤن گاؤن پھر کر لوگون کو ہماری بعثت کی اطلاع دے دین۔

کسی لیکچر کے متعلق ذکر تہا۔ کہ اونہون نے اپنے لیکچر مین بیان کیا۔ کہ "اسلام بذریعہ اخلاق کے پھیلا ہے

ناگوار ہے جنہوں نے اپنے اخلاق کریمہ کی وجہ سے
دنیا میں اسلام کو پھیلایا ہے۔ وغیرہ۔ مگر موجودہ زمانہ کے
متعلق بجز خاموشی کچھ پیش نہیں کر سکتے۔ فرمایا۔ تلک
امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ اون
اولیاء اور بزرگوں کو اس موجودہ زمانہ سے تعلق ہی کیا
وہ اپنے وقت پر آئے اور اپنا کام کر کے چلے گئے
اب زمانہ موجودہ میں ہی کسی مجدد یا خادم دین کی ضرورت ہے
بلکہ بخیال ان کے یہ زمانہ دجالوں ہی کے آنے کا زمانہ
ہے۔ ضرورت کا احساس تو دلوں میں موجود ہے حالات
موجودہ پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے
چنانچہ آج ہی پیسہ اخبار میں ایک انگریز کا مضمون تھا اس نے
کسی جگہ پر اپنے لیکچر میں بیان کیا۔ کہ زمانہ پکار کر کہہ رہا ہے
کہ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو اتفاق کی
ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ مسلمان یہودی اور
عیسائی سب کے سب بلا امتیاز انسانی گروہ میں اتحاد و اتفاق
دیکھنے کے مشتاق ہیں اور مہدی موعود کے آنے
کا انتظار دیکھ رہے ہیں جو کہ دیر یا سویر عالم وجود میں
آکر تمام اقوام عالم میں یگانگت کا رشتہ قائم کر دے گا
میں اس مہدی کے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ رکھتا ہوں
کہ وہ اہل قلم میں سے ہوگا۔ اور اسی زبردست آلہ کے ذریعہ
سے اقوام عالم کے دلوں میں یگانگت ہو سکیگا۔
پیسہ اخبار ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء

غرض اس امر کا احساس تو ہر ملک و ملت کے لوگوں
میں پایا جاتا ہے مگر چاہیئے تھا۔ کہ ضرورت کے مطابق
کوئی پیدا بھی ہوتا۔ اور وہ اسلام کا نور اور برکات دکھا کر
زندہ معجزات سے اسلام کے فیوض اور زندگی کا ثبوت
دیتا۔ نہ یہ کہ اس زمانہ پر پہونچکر خاموشی اختیار کی جاتی
اور کہا جاتا۔ کہ اب اسلام زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہے اور
کوئی ولی یا بزرگ موجود نہیں جو نشانات دکھا کر اسلام
کی زندگی کا ثبوت دے۔ مانا کہ اخلاق فاضلہ بھی کسی
مذہب کی صداقت کی کسی قدر دلیل ہو سکتے ہیں احسان کا
بھی کسی قدر اثر بیرونی لوگوں پر ہوتا ہے۔ مگر صرف
اخلاق فاضلہ ہی حقیقی اور زندہ ایمان نہیں دے سکتے۔
بلکہ وہ درجہ ایمان جو انسان کو خدا تعالے پر کامل ایمان
عطا کرتا ہے اور گناہ سوز زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔
وہ صرف خدا کے اپنے تازہ نشانوں سے ہی پیدا ہوتا
ہے۔ جو وہ اپنے ماموروں کی معرفت دنیا میں ظاہر
کرتا ہے۔

فرمایا

موجودہ صورت میں تو بہ نسبت مسلمانوں کے ہمیں
ہندوؤں سے زیادہ امید نظر آتی ہے کیونکہ وہ تعلیم کی
ترقی کی وجہ سے اور کچھ تجربہ کی وجہ سے بہت کچھ سمجھ گئے
ہیں۔ ہمارا تو خود کبھی بھی یہ منشا نہیں کہ لوگوں کے
مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیجاویں یا اون کی عزت نہ کی
جاوے اور اسی طرح ہم اون سے کبھی بھی چاہتے
ہیں کہ یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں خواہ ایمان نہ لاویں مگر ان
کو بُرا بھی نہ کہیں اور کہدیں کہ سچا مانتے ہیں
یہ موجودہ زمانہ میں پھوٹ اور نفاق کا سلسلہ
جاری ہے۔ اس کو بند کردیں۔ اور بالکل ممانعت کردیں
کہ باہم ایک دوسرے مذہب کی مخالفت میں ہتک آمیز
کلمات اور کتابیں بالکل بند کر دی جاویں اور چھاپے ہی
نہ جاویں اور ایک ایسی ہوا چل جائے۔ کہ آپس میں محبت
ہو اور اتفاق بڑھے جس طرح سے ایک ہوا پہلے
چل گئی تھی۔ کہ بچہ بچہ بھی اسلام سے متنفر تھا اس طرح
کی ایک ایسی ہوا چل جاوے۔ کہ باہمی اخوت اور اتحاد
بڑھے اور نفاق اور بغض و تعصب دلوں سے نکل جاوے

فرمایا

قاعدہ کی بات ہے انسان کو ایک مخفی امر پر جتنا اعتقاد
ہوتا ہے اس پر اتنا اعتقاد نہیں رہتا۔ جب وہ ظاہر ہوکر
سامنے آجاوے۔ مثلاً ان ہندوؤں کی دیوی دیوتا جتنے
بھی ہیں اور ان پر ان کو کامل اعتقاد ہے۔ اگر وہ اون کے
روبرو آ جاویں تو اون لوگوں کے دلوں میں ہرگز ان کی اتنی
وقعت نہ رہے۔ یہ نبیوں ہی کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی شکل
بھی دکھا دیتے ہیں اور اپنی عظمت بھی دلوں میں جما قائم
کر جاتے ہیں۔ مسیح جن کو آجکل لوگ خدا مانتے ہیں اگر
وہ یہاں آجاویں اور لوگوں کے حلقوں میں بیٹھیں تو
ممکن نہیں۔ کہ ان کی پُرانی خدائی کی عظمت بھی لوگوں کے
دلوں میں رہ سکے۔ چہ جائیکہ وہ کچھ اور خدائی کا دبدبہ بٹھا
سکیں کیونکہ لوگوں نے جس خیال سے اون کو خدا تسلیم
کیا ہوا ہے ظاہر ہو جانے پر اون میں وہ باتیں نہ پاکر ضرو
رہے کہ انکار کردیں۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انسان جب
کسی خاص شخص کے متعلق کوئی اعتقاد پیدا کرتا ہے تو
ساتھ ہی اوس کی ایک خیالی تصویر بھی اوس کے ذہن
میں آجاتی ہے۔ جبتک وہ اس کی نظروں سے غائب تھی
جب تک تو خیر مگر جب وہ شخص یا چیز اس کے سامنے آ
جاتی ہے اور انسان اس کو اپنے خیالی بُت یا تصویر کے
خلاف پاتا ہے تو اس کے دل سے اس کی عظمت اٹھ
جاتی ہے یا کم از کم وہ عزت نہیں رہتی چنانچہ یہی حال اُن
لوگوں کے مصنوعی خدا کا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے
کہ اصل میں وہ شخص اون کے دل کی خیالی تصویر کے مطابق
نہیں ہوتا۔ جو کچھ اونہوں نے سمجھا ہوتا ہے وہ نہیں
بلکہ کچھ اور ہی پاتے ہیں۔ تو بد اعتقاد اور بدظن ہو جاتے
ہیں۔ اور اصل میں یہ وہمی ہوتا ہے۔ جہاں ایسے اُمور میں
اول غلو سے کام لیا جاوے۔ مگر انبیاء الہی ذات احد
وجود ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنا وجود دکھا کر اپنی عظمت قائم
کرتے ہیں۔

۲۴ مئی ۱۹۰۸ء قبل عصر

۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر چند ہندو مستورات حضرۃ
امام الزمان مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے
در دولت پر آئیں اور بیان کیا کہ ہم مہاراج کے
درشن کے واسطے آئی ہیں۔ حضور علیہ السلام کی خدمت
میں اطلاع کیگئی۔ چنانچہ آپ نے نہایت لطف اور مہربانی
سے اونکو اجازت دی اور وہ گھر میں جاکر حضور کی خدمت میں
حاضر ہوئیں۔ حضرت اقدس چونکہ اون دنوں مضمون رسالہ
پیغام صلح کے لکھنے میں مصروف تھے تھوڑی دیر کے
بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اب درشن ہو گئے اب تم جاؤ۔ مگر انہوں
نے عرض کی۔ کہ ہمکو آپ کوئی وعظ سنادیں ہم اسی واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہیں چنانچہ آپ نے اون کے اصرار اور
اخلاص کی وجہ سے اونکو یوں مخاطب کیا۔ (جو کہ آپ نے ۲۴ مئی
کو قبل عصر بیان فرمایا)

فرمایا

اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگوں میں اگر دو ایک باتیں نہ ہوں
تو آپ لوگ آریہ وغیرہ لوگوں سے سو درجہ بہتر اور اچھے ہو۔
اون میں سے پہلی بات تو یہی ہے۔ کہ خدا کو جو کہ ہمارا تمہارا
پیدا کنندہ اور پروردگار ہے۔ اس کو واحد لاشریک جان
کر اوس کی عبادت کرو۔ اس کی عبادت میں کسی دوسرے
دیوی۔ دیوتا۔ پتھر یا پہاڑ۔ سانپ یا کسی دوسری ہیبت ناک
درندے گنگا مائی یا جمنا کوئی درخت ہو یا نباتات غرض

کوئی بھی بت اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جاوے اور اُسے ایک اکیلا خدا کر کے پوجا کرو۔ یہ جو تم لوگوں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنا رکھے ہیں۔ ان کی کیا ضرورت تھی اور یہ کیوں بنائے گئے ہیں؟

اتنے خدا تمام دنیا میں اور تو کسی کے بھی نہیں ہیں۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ اتنا بیان سنکر ان مستورات نے طلب حق کی غرض سے عرض کی کہ یہ بات آپ ہمیں سمجھا دیں۔

اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ دیکھو گدا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نر گدا۔ دوسرے خر گدا۔ نر گدا کا تو قاعدہ ہوتا ہے کہ ایک آواز دی اور اگلے دروازے پر چل دئے۔ کسی نے کچھ دیدیا تو ٹھیک ورنہ خیر۔ بلکہ ایسے لوگوں کو بعض لوگ پیچھے سے آ کر بھی خیرات دیتے ہیں اور ان کا کام صدا کرنا اور آگے بڑھنا ہوتا ہے۔

مگر برخلاف ان کے خر گدا دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک ہی دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں۔ جب تک ان کا سوال پورا نہ کیا جاوے اور آخر ایسے گدا کو ملتا بھی اور ضرور ملتا ہے۔ یہی حال خدا سے مانگنے والوں کا ہے۔ خدا سے بھی وہی پاتے ہیں جو خر گدا بن کر خدا ہی کے دروازے کے ہو رہتے ہیں اور سچے ہو کر استقلال سے خدا کے حضور سے مانگتے ہیں۔ غیر مستقل اور جلد باز جو جلدی ہی نا امید یا بدظن ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ صدق اور ثبات کے ساتھ خدا کی ذات پر کامل ایمان اور یقین بھی ضروری ہے۔

یہ امر صدق اور اخلاص کے خلاف ہے کہ جلدی ہی خدا سے مایوس ہو کر اوروں کی طرف اپنی حاجت کو لے جانا۔ اور در بدر مارے مارے پھرنا۔ کبھی کسی بت کے حضور میں التجائیں کرنا کبھی کسی دیوتا۔ پتھر۔ پہاڑ جنگل کے درخت یا گنگا مائی کی طرف حاجت کو لے جانا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ایک خدا پر بھروسہ نہیں اور اس کو ساری حاجتوں کا پورے کرنے والا ہونے پر کامل ایمان نہیں۔ یا جلدی سے تھک کر اُس سے نا امید ہو کر اوروں کی طرف دامن حاجت پھیلانا خر گدائی کے بالکل خلاف ہے۔ ایک چھوڑ کر دوسرا اور دوسرا چھوڑ کر تیسرا خدا بنانا اور اُن سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط راہ ہے بلکہ چاہئے۔ کہ ایک کو پکڑو اور اوسی سے اپنی ساری حاجتیں چاہو۔ اور وہ سب کا حاجت روا ہے۔ شرط صبر اور استقلال اور ایمان ہے۔

اتنا حصہ سُن کر اونہوں نے عرض کی کہ بات تو سچی ہے مگر حضرت اقدسؑ کے منشا کو پا کر۔ کہ حضرۃ اقدسؑ چاہتے ہیں۔ کہ چلی جائیں پھر نرمی سے عرض کی کہ ہم دور سے آئی ہیں پنکھا ہلانے کی خواہش ہے۔ اور صرف درشن اور باتیں سُننے کو آئی ہیں۔ اب فرمایئے۔ کہ پرمیشر سے پرارتھنا کیسے کیا کریں؟

فرمایا

پرارتھنا بے شک اپنی زبان میں کر لیا کرو۔ یوں کہا کرو کہ اے سچے اور واحد خدا۔ اے کہ تو ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا۔ اور پالنے والا ہے اور سب کے حالات سے واقف ہے تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور ہر ذرہ تیرے تصرف میں ہے تو جو چاہے سو کر سکتا ہے تو ہمیں گناہ اور ہر شرط زندگی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا۔ ایسا ہو کہ ہم تیری مرضی کے موافق ہو جاویں۔ جو جو [illegible] ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم چاہتی ہیں۔ کہ یہ ہم سے دور ہو جاویں ان کا تو آپ ہی کوئی علاج فرما۔ ان کا دور کرنا ہماری طاقت سے دور ہے اور ایسا ہو کہ ہم تیری رضا کی راہوں پر چل کر ہمیشہ کی نجات اور سکھ کی وارث ہو جاویں اور کوئی دکھ ہمارے نزدیک نہ آوے پہلے بد کرموں کے پھل سے بچا اور آئندہ نیک کرمات کی توفیق عطا فرما۔

اس طرح سے خدا سے سچے دل سے اور نیک نیتی سے خر گدا کی طرح پکی بن کر اسی سے نہ کسی اور سے دعا کیا کرو۔ اور سب دیوی دیوتے ترک کر دو۔ آخر اس طرح کی سچی تڑپ اور دعا سے ایسا حال آ جاویگا کہ دلوں کے سب گند دھل جائینگے اور شانتی اور سکھ کی زندگی شروع ہو جاوے گی۔ فقط

فرمایا

ان عورتوں کی حالت سے ٹپکتا تھا کہ شریف اور مخلص عورتیں تھیں۔ لاہور جیسے شہر میں ایسی شریف اور نیک عورتوں کا وجود غنیمت ہے۔

فقط۔

صدائے اکمل

مختلف مضمونوں میں مختلف مذاق و علم و فضل و خیالات کے اصحاب احمدیوں کے بارہ میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس پر جو میرے قلب کی کیفیت ہے میں اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ کوئی ہمیں مشورہ دیتا ہے۔ کہ ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ اب مرزا کے دعاوی اون کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو جائیں گے۔ سچ ہے المرء یقیس علی نفسہ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ یہ بالکل بھول گئے کہ قوت ایمانیہ اور جوش اخلاص و ثبات مومنانہ کس چیز کا نام ہے۔ اُتر دکن کے رہنے والے پورب پچھم کے رہنے والے سُن رکھیں اور کان کھول کر سُن لیں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیوں کا قدم ہاں خدا کی پاک جماعت کا قدم اس مینار بلند پر مستحکم پڑ گیا ہے۔ جہاں تمہاری دعوتوں کے تیر نہیں پہونچ سکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اوپر خاک پھینک کر اپنے مونہہ پر ڈالتے ہو۔ اگر عرب سے ایک آواز نکلی تھی۔ کہ آج شیطان اس بات سے نا اُمید ہو گیا۔ کہ جزیرۃ العرب میں اس کی فرمانبرداری کی جاوے۔ تو یہاں سے بھی یہی آواز نکل رہی ہے۔ آج دنیا کے تمام مذاہب اس بات سے مایوس ہو جاویں۔ کہ احمدی ان میں پھر داخل ہوں گے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

کیا وہ جو مصفا چشمے کا پانی پی چکے ہیں۔ تم انہیں پھر سنڈاس پر لے جانا چاہتے ہو۔ جہاں سے پانی لینا تو درکنار کھڑا ہونا بھی مشکل ہے۔ کیا وہ جو جنات النعیم میں رہتے ہیں۔ تم انہیں اس جنگل میں لے جانا چاہتے ہو۔ جہاں اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ کی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں۔ دیکھو تم خوب کان کھول کر سن لو۔ کہ احمدی انشاء اللہ تعالیٰ جاذب ہیں۔ اور [illegible] ہیں۔ وہ ایک دنیا کو اپنی مقناطیسی قوت قدسیہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچیں گے۔ پھر وہ تمہاری طرف کھچے کھچے نہ جائیں گے۔ وہ انسان پرست نہیں بلکہ خدا پرست ہیں۔ کسی انسان کی موت ان کو طریق حق سے ڈگمگا نہیں سکتی۔

سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ جس مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے۔ وہ اکثر انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہے۔ وہ حواشی بردار مصطفےٰ ہے۔ وہ

حبیب کبریا ہے وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے۔ ہاں وہی ہے۔ جسے خدا نے بمنزلۃ اولاد بمنزلۃ عرش فرمایا اور جسے کہا کہ تیرا ظہور میرا ظہور ہے اور میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ وہ آسمان نبوت کا شمس ہی ہے اور قمر بھی اس کا بھید خدا کا بھید ہے۔ وہ خدا کی مجسم قدرت ہو کر ظاہر ہوا۔ اور اس نے وہ کام کیا۔ کہ اگر تمام جہان بھی ملکر کرتا تو نہ کر سکتا۔ اوس کے لیے میرے مولا کریم نے بے شمار نشان دکھلائے۔ یہ کیوں؟ تا دنیا جان لے کہ خدا ہے۔ اور وہ لامحدود قدرتوں والا خدا ہے پس ہم اس زندہ خدا حی و قیوم خدا قادر و توانا خدا کے پرستار ہیں اور اوس کے احکام کے تابعدار۔ جس طرح تیرہ سو برس اس سے پیشتر احمد ہم سے جدا ہوا اسی طرح غلام احمد ہم سے جدا ہو چکا۔ پر ہمارا خدا ہم سے جدا نہیں ہوا۔ وہ ہماری تائید میں ہے۔ ہماری نصرت میں ہے۔ کیونکہ ہمارا ذرہ ذرہ اوس کی تائید و نصرت میں ہے۔ یہ مت کہو کہ مرزا وفات پا گیا تو اوس کے خیالات بھی مر چکے ہرگز نہیں بلکہ اچھی طرح سے سن لو کہ آگے اگر ایک مرزا تھا۔ تو اب اوسی مرزا کی بجائے چار لاکھ انسان اس کی روح و قوت میں باطل کا سر کچلنے کے لیے موجود ہے۔ پہلے وہ خاموش رہتے اس خیال میں کہ ہمارا امام موجود ہے۔ وہی سب کام کر رہا ہے مگر اب اون کو محسوس ہو چکا کہ ہر ایک کا جوا اس کی گردن پر ہے۔ پس اے مخالفو! اب ایک کی بجائے چار لاکھ سے تمہارا مقابلہ ہے اس روحانی جنگ میں فتح اسی کو ہوگی جو صداقت کے ہتھیاروں سے مسلح ہے اس بات کا وہم تک بھی اپنے دلوں میں نہ لاؤ۔ کہ احمدی تم میں پھر شامل ہو جاوینگے۔ یا وہ اپنے عقائد اور خیالات میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کر لینگے یا تمہارے ساتھ پھر نمازیں پڑھنی شروع کر دینگے۔ وہ خالص دودھ کی مانند ہیں اور خوب جانتے ہیں۔ کہ پھٹے ہوئے دودھ کے ساتھ ملنے سے خالص دودھ بھی پھٹ جاتا ہے وہ الگ رہنا چاہتے ہیں انکا امام انکو یہ پیام صلح دے چکا ہے۔ مگر اس کے لیے ایک ہی طریقہ ہے کہ تم اپنی مخالفت کے ہتھیار اون کے آقا مسیح کے حضور میں ڈال دو۔ اور اسی حصار عافیت میں آبیٹھو جو دنیا اور مافیہا کے مکروہات سے ہر طرح محفوظ و مصئون ہے

دیکھو میں پھر کہتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ اگر تم کسی احمدی کے پرخچے بھی اڑا دو۔ اور اس کی بوٹی بوٹی کر کے ذرہ ذرہ بنا دو۔ تو ہر ذرے سے یہ آواز آئیگی کہ عیسے مر گیا اور غلام احمد وہی مسیح و مہدی ہے۔ جسکی بشارت افضل الرسل خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے دی۔ عبد الحکیم کی پیش گوئی کے بُت پر خدا کی طرف سے کذب کا سیاہ پوڈر پھر گیا۔ لیکن اگر وہ مہینہ اور دن اور وقت بھی بتا دیتا۔ اور پھر بھی ایسا ہوتا۔ تو احمدیوں کے ایمان متزلزل نہ ہوتے کیونکہ وہ استراق السمع کے قائل ہیں اور عبد الحکیم خود مانتا ہے

یاتینی صادق و کاذب

اس کی کوئی تعلیم نہیں اس کا استقلال یہ ہے کہ اردو و انگریزی تفسیر میں مرزا کو مسیح و مہدی مانتا ہے ظاہر ہے اسکی تفسیر کا بڑا حصہ نور الدین کی فصل الخطاب وغیرہ سے لیا گیا۔ علاوہ جو ہزاروں نشان کسی کے صدق کے دیکھ چکے ہیں۔ کسی ایک "دخ" کہنے والے کے بروز کی باتوں کا اثر قبول نہیں کر سکتے ہیں ہرگز نہیں ثناء اللہ لاکھوں مرقع جاری کرے پر جنہوں نے میرے محبوب کا مرقع دیکھا ہے۔ وہ اس پر تھوکنا بھی گوارا نہ کرینگے۔ اے اندھی دنیا۔ تو نے وہ کچھ نہیں دیکھا جو کچھ ہم نے دیکھا۔ ورنہ تو ان فریب وہ جھوٹ کی مورتوں پر فریفتہ نہ ہوتی۔ ہم نے جس چشمے سے پانی پیا ہے۔ اگر تمہیں اس سے ایک گھونٹ بھی مل جاتا تو تم سو آب حیات اس پر قربان کر دیتے۔ وہ پیارا پیارا نورانی چہرہ جو ہم نے دیکھا ہے اگر تم پر اس کی ایک جھلک بھی پڑ جاتی۔ تو صد قصہ ہائے طور بھول جاتے جس باغ کی ہم نے سیر کی اگر تم اس کا ایک کانٹا بھی دیکھ لیتے۔ تو پھر ہزار گلزار تمہاری نظر میں نہ جچتے۔ جو لذیذ غذا ہم نے کھائی۔ اگر اس کا ایک لقمہ کیا ایک ذرہ بھی چکھ لیتے۔ تو دنیا کی کوئی لذت تمہیں فریفتہ نہ کر سکتی ہاں میں سر کرر اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہم موسے کے وہ مرید نہیں جنہوں نے کہا کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون اور نہ ہم نامرد کون پکارنے والے ہیں۔ ہم یسوع کے حواری نہیں۔ جو اپنے آقا کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر لعنت کہتے ہوئے کھسک گئے۔ ہم وہ نہیں جو امر خلافت پر اختلاف کرنیوالے ہیں بلکہ ہم **احمدی** ہیں۔ کون احمدی وہی جو اپنے محبوب و مطلوب کی محبت میں انشاء اللہ تعالیٰ مِٹ کر اس کی خاک راہ کا ذرہ بن چکے ہیں۔ ہاں ہم وہی ہیں جو ایک دن اسی پر ظلمت دنیا پر آسمان صداقت کا آفتاب ہو کر چمکیں گے۔ اور دنیا کی کل قومیں ہمارے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

وما توفیقنا الا باللہ العظیم الکریم۔

ننگ جماعت احمدیہ (اکمل)

مولوی حسن نظامی صاحب

ذیل کا مضمون ہمارے لائق نامہ نگار مولوی اکبر شاہ خان صاحب نے حسن نظامی صاحب کے اس مضمون کے جواب میں لکھا ہے جو پیسہ اخبار میں شائع ہوا تھا۔ خان صاحب نے جناب نظامی کے ان فقرات کو افسوس اور تعجب کی نگاہ سے دیکھا ہے جو انہوں نے حضرت کے دعویٰ مسیحیت کے ایک پالیسی پر مبنی ہونے کے متعلق لکھے ہیں۔ خان صاحب کو شاید معلوم نہیں۔ کہ جناب نظامی صاحب ایک بڑے پولیٹیکل آدمی ہیں۔ اور آج کل پالیٹکس دان لوگوں کا تمام انبیاء کے متعلق یہی مذہب ہے۔ کہ ان بزرگان دین نے صرف پالیسی کے طور پر ایسے دعوے کئے تھے۔ بہر حال ہم خان صاحب کے مضمون کو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہیں۔ کیونکہ امید ہے۔ کہ اس سے جناب نظامی صاحب یا اور کوئی صاحب فائدہ اوٹھا سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

آجکل جبکہ آفتاب اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر ہو کر ہمارے سر پر سے گذر رہا اور کرۂ زمین کے نصف شمالی حصہ کو اعلیٰ سے اعلیٰ حرارت و روشنی پہونچا رہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کی آنکھیں انگریزی باریک و تاریک کیرکٹر کی کتابوں کا مطالعہ کرتے کرتے کمزور ہو گئی ہیں یا جن لوگوں نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو نئی روشنی کا دلدادہ بنا کر اور قابل ترحم طریقے سے اپنے آپ کو فرنگیوں کی غیر ضروری مراسم کا نقال بنایا اور اپنے پیچھے بہت سی بلائیں لپٹا کر اپنے دماغ

اور قوت باصرہ کو کمزور کر لیا ہے۔ وہ آفتاب عالمتاب کی نورانی شعاعوں کی تاب نہ لا کر اپنی آنکھوں کو دفور نور سے بچانے کے لئے سیاہ یا سبز یا نیلی رنگت کے آئینوں والی عینکیں لگائے پھرتے ہیں۔ ان رنگین عینکوں کے استعمال کرنے والوں کو اگرچہ ایک قسم کی راحت اور کچھ اپنے آپ کو بزعم خود فیشن ایبل بنا لینے کی مسرت تو ضرور حاصل ہوتی ہوگی۔ لیکن ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی فطری قوتوں کو اپنی اصلی حالت میں نہیں رہنے دیا۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ اگر ان کی آنکھیں اپنی کامل حالت میں ہوتیں تو ہرگز سیاہ یا سبز آئینے کی پناہ نہ لینی پڑتی۔ یا اگر آنکھیں حقیقتاً کمزور نہیں ہیں۔ تو ان کی عقل تو ضرور کمزور ہے۔ کہ ناحق تیلی کے بیل کے دانت چڑھا لئے کو زیبائیش اور فیشن سمجھ رکھا ہے۔ خیر ماراچہ ازین قصہ۔ میں اس غیر ضروری بحث کو طول دینا نہیں چاہتا۔ اس وقت رنگین عینکوں کا ذکر کرنے سے میرا یہ مطلب تھا کہ ان مئی جون کے رنگین عینک بازوں کو اگر ان کی عینک کا آئینہ شعاعوں کو رنگین کرنے کے سوا ترچھا نہیں کر دیتا۔ تو اشیا کی کمیت تو صحیح نظر آتی ہے۔ لیکن کیفیت باعتبار رنگت صحیح نہیں معلوم ہو سکتی۔ لیکن جن لوگوں کی رنگین عینکوں کے آئینے محدب یعنے شعاعوں کو ترچھا کر دینے والے ہوتے ہیں ان کو اشیا کی کمیت اور کیفیت دونوں کا صحیح علم حاصل کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ اس تمہید کے بعد میں اپنے اصل مدعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ۵ جون ۱۹۰۸ء کا روزانہ پیسہ اخبار میرے سامنے ہے۔ اس میں جناب حسن نظامی کے مضمون "قادیانی مشن" پر میری توجہ مبذول ہے۔ مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معزز مضمون نگار نے معرفت و تصوف اور خداشناسی و حق بینی کی ان آنکھوں پر جو حق طلبی اور حقیقت بینی کی روشنی سے منور ہونی چاہئے تھیں۔ بدظنی۔ ظاہر بینی۔ اسباب پرستی اور نیچریت کے مرکب کی رنگین عینک لگا کر احمدیہ مشن پر نظر ڈالی ہے خدا کا شکر ہے کہ حضرت حسن نظامی کی عینک کا آئینہ رنگین تو ہے۔ مگر محدب نہیں اور اسی لئے ان کے مضمون کا ایک معقول حصہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے اور ان کی شان کے شایان ہے لیکن چونکہ ان کی عینک کا آئینہ رنگین ہے اس لئے وہ سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کو اپنے اصلی رنگ میں نہیں دیکھ سکے۔ اور ان کو یہ لکھنا پڑا کہ "جناب مرزا صاحب نے مسیحیت و مہدویت کا دعویٰ کسی

ایک حکمت پر کیا تھا۔ کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ قوم میں کام کرنے کا جذبہ بغیر کسی حکیمانہ طرز کے پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی نیت کو خیر کی بنیاد پر قایم کرکے ایسے دعوے کر دیئے۔ جن کی عدم واقفیت کو وہ خود اچھی طرح جانتے تھے۔ اب ان کی نیت کا نتیجہ ظاہر ہو گیا۔ اور کام چل نکلا تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک بے اصل معاملے پر اڑے رہیں اور موجودہ وقت کی ضرورتوں میں مشغول ہو کر اسلامی خدمت نہ کریں۔"

مذکورہ بالا عبارت میں ہمارے مقتدا ... مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دروغ گو ٹھیرانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ گویا کہ حضرت مرزا صاحب ع نے مصلحتاً لوگوں کو فریب دیا اور بدون اس کے کہ ان کو الہام و وحی ہو۔ انہوں نے اپنے جھوٹے الہامات بیان کئے۔ ہائے! برا ہو اس بدظنی اور مادہ پرستی کا کہ حسن نظامی سے ایسی قابل شرم حرکت کرائے۔ اور ناحق لاکھوں باخدا لوگوں کے دلوں پر خنجر چلوائے بدون نہ چھوڑا۔ ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

مضمون نگار نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ ان کے پاس اس کے دلائل کیا کیا ہوں گے۔ اس لئے میں ابھی ان باتوں پر بحث کرنا قبل از وقت سمجھتا ہوں۔ جناب نظامی کو چاہئے کہ وہ اپنی عینک اتار کر الگ رکھیں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ انہوں نے کس طرح اپنی عینک سے دھوکا کھا کر نہایت قابل شرم کارروائی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کے سوا جناب نظامی نے ہم لوگوں کو ایک مشورہ دیا ہے کہ ہم مثل چشتی۔ قادری۔ نقشبندی وغیرہ کے ایک قسم کا سلسلہ احمدیہ بنالیں اور اپنی جماعت کے موجودہ دائرے کو اپنی حالت پر قایم رکھیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے مہربان نے کیوں ایسی کوتاہ نظری کا اظہار فرمایا۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ سلسلہ خدا تعالےٰ نے قایم کیا ہے۔ وہی اس کو قایم رکھے گا اور وہی اس کو دنیا میں پھیلائے گا۔ حضرت نظامی کو افسوس ہو گا کہ ہم میں ایک فرد بشر بھی ایسا نہیں جو حضرت نظامی کے اس مشورے کی ایک رتی برابر بھی قدر کر سکے۔ پھر انہوں نے ایک اندیشے کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے۔ "ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکیگی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔" حضرت نظامی کو مطمئن رہنا چاہئے کہ احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو ایک پرکاہ سے بلکہ رتی کے برابر بھی نہیں جانتی۔ احمدی جماعت کی وحدت اور اس کے استقلال کا قلعہ جس قدر مضبوط ہے۔ اس کو آپ بوجہ اپنی عینک کے دیکھ نہیں سکے۔ لیکن استقبال آپ کے اس حال کی غلط فہمی کو بہت جلد ظاہر کر دیگا۔ آپ اپنی اس غلط فہمی میں کچھ منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر کوتاہ نظروں نے اسلام کی نسبت ایسا ہی کچھ خیال کیا تھا۔ لیکن جس طرح ان پہلوں کا خیال غلط ثابت ہوا تھا۔ اور آفتاب اسلام نے اپنی روز افزوں ترقیات سے شپرہ چشموں کو خیرہ کر دیا تھا۔ اسی طرح اب بھی آپ کا خیال انشاء اللہ تعالیٰ غلط اور محض غلط ثابت ہو گا۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

میں پہلے بھی بدر کی معرفت ناظرین کی خدمت میں التماس کر چکا ہوں کہ رسالہ تشحیذ الاذہان دو ماہ کا اکٹھا شایع ہو گا۔ اب پھر عرض ہے۔ کہ چونکہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکھا ہے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ یہ مضمون اعلیٰ طور پر چھپوایا جاوے یعنے اس کی کتابت چھپوائی اور کاغذ سب اعلیٰ قسم کے چاہئے۔ لہذا یہ خاص پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰ جولائی تک ارسال خدمت ہو گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

عبد الرحیم منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

دفتر بدر قادیان سے طلب کرو

اس دفعہ فہرست میں بہت سی نئی کتابوں کا ذکر ہے۔ احباب غور سے مطالعہ فرماویں

ایک قابل دید نئی کتاب

معیار الصادقین

یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے۔ اس میں ایسے سات اصول بتائے گئے ہیں۔ جن کے زیر نظر رکھنے سے مامور من اللہ کی شناخت میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے اور اسی ضمن میں وفات مسیح اور مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے اور مخالف علما کے عقاید کو انہی کی کتابوں سے ایسے طرز میں لکھا ہے کہ ایک دوسرے کے متناقض ثابت ہو کر اپنی تردید آپ کر رہے ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ کامیاب زندگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور ان کا مابہ الامتیاز دیگر علماء سے پیش کیا ہے آج کل کے علمی مذاق رکھنے والے منصف مزاج کے لئے یہ رسالہ نہائیت ہی مفید ثابت ہوگا۔ ۸۰ پونڈ عمدہ کاغذ پر قریباً ۷۰ صفحہ ۲۶×۲۰ حجم ہے۔ باوجود خرچ کثیرہ کے قیمت صرف ۳ ر رکھی گئی ہے۔

دفتر بدر قادیان سے طلب کی جائے

ظہور المسیح یہ ۱۴۰ صفحے کی کتاب بھی اکمل صاحب کی تصنیف ہے اس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو عالمانہ رنگ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور اسے لکھتے وقت مخالف کتابوں۔ مثل سیف چشتیائی۔ درہ درانی۔ غائیت المقصود کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے۔ آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم (سورۂ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے۔ عجیب عجیب نکات ہیں۔ مخدوم الملت مولانا عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ۔

میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا۔ قیمت صرف ۶ ر کردی گئی ہے۔

براہین احمدیہ

یہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیتہ والثناء کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جس نے اسلام کی صداقت کی دھاک کل عالم پر بٹھادی۔ اسی میں وہ الہامات ہیں۔ جو آج پورے ہو کر مومنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالف پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں۔ تقریباً ۶۰۰ صفحے کے ڈمئی کاغذ پر نہائیت خوشخط اعلیٰ چھپی ہوئی کتاب بے جلد بجائے پانچ روپے (صہ) کے عہ اور مجلد بجائے چھ روپے کے تین روپے میں دی جاتی ہے۔ یہ موقعہ پھر نہ ملیگا جلد منگواؤ۔

درثمین حضرت اقدس کی تمام نظموں کا (جو کہ پتھر سے پتھر دل کو موم کردیتی ہیں) مجموعہ مجلد ۸ ر کے بجائے ۶ ر اور بے جلد بجائے ۶ ر کے ۴ ر

شری نہہ کلنک اوتار کلکی اوتار کے ظہور کے بارے میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن [illegible] (ریاست پٹیالہ) نے تصنیف کی ہے۔ [illegible] و پسندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ رسالہ ہے [illegible] کی صداقت بدلایل و براہین ثابت کی گئی ہے حجم ۱۴۲ صفحے قیمت ۸ ر احباب منگوائیں۔

کرشن لیلا ہندی نظم۔ منظومہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نہائیت عجیب اور دلچسپ جس میں لیکھرام کی ہلاکت اور حضرت مسیح موعود کرشن اوتار کی صداقت کا ذکر ہے۔ قیمت ۲ ر

سر الشہادتین مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہوی۔ سورۃ لیسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں۔ نہائیت لطیف کتاب ہے۔ اس کے نکات روپے کو بھی گراں نہیں۔ قیمت ا ر

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے باجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔ قیمت غلامی تین آنہ عصمت انبیاء ۷ ر

طریقہ احمدیہ مصنفہ اکمل آف گولیکی۔ اس منظوم پنجابی رسالہ میں تمام احمدیہ عقائد و نماز روزے کے مسائل کا بالدلائل ذکر ہے۔ چند جلدیں باقی ہیں۔ قیمت ا ر

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا ابطال کیا ہے۔ قیمت ۸ ر

حیرت کی حیرانی مسیح موعود کی تائید اور مرزا حیرت دہلوی کی تردید میں نہائیت دلچسپ خود حیرت کی عبارتوں سے اس کے کلام کا تناقض ثابت کر کے اسے نادم کیا گیا ہے۔

اسلام کی پہلی کتاب احمدی بچوں کے لئے اردو میں عمدہ مدلل کتاب ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد کی صداقت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۴ ر

فتح دین یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے۔ وفات مسیح کا بیان نہائیت عمدہ ہے۔ قیمت ۴ ر

نظم مستورات مستورات کے لہجہ پر۔ قیمت ۱ ر

کامن احمدی (الہ آباد) قیمت ۱ ر

آنہ ڈکشنری طالب علموں کے لئے بہت مفید ہے قیمت ۱ ر

کامن احمدی قیمت ۱ ر

مجموعہ فتاوی احمدیہ کی خاص رعائیت

یہ وہی مفید عام نعمۃ احمدی کی کتاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے نکلی ہے جس کی فہرست مضامین اخبار الحکم ۲۶ جنوری و ۳۰ جنوری ۱۹۰۹ء میں شایع ہو چکی ہے۔ ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئے۔ قیمت ایک نسخہ کامل یعنے ہر سہ جلد عہ اور محصول ۳ ر ہے لیکن ملکر کامل چار نسخہ خریدنے والوں کو محصول معاف ہے اور چھ نسخہ کامل کے خریداروں کو محصول بھی معاف اور تیسری جلد مجموعہ فتاوی احمدیہ کی ہر ایک ایسے خریدار کو مفت ملیگی۔ مجموعہ فتاوی احمدیہ کے ملنے کا پتہ

المشتہر

مولوی محمد فضل خان احمدی۔ ڈاک خانہ و مقام چنگہ بنگیال تحصیل گوجرخان۔ ضلع راولپنڈی۔ پنجاب

ممیرا۔ عمدہ ممیرا احمد نور مہاجر کابلی سے پانچ روپے تولہ کے حساب سے منگوائیے

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔